حج و عمرہ
کے مسائل
دار التصنیف جامعہ اسلامیہ کلفٹن

حج وعمرہ کے مسائل

مؤلف

مولانا کمال الدین المسترشد

زیر نگرانی

مولانا مفتی ابوبکر محی الدین

دارالتصنیف

جامعہ اسلامیہ کلفٹن

پلاٹ ST-5/A بلاک 5 کلفٹن کراچی

فون:021-35873321 فیکس:021-35873324

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

مندرجہ ذیل خانوں کو پُر کیجیے!

- اپنا نام اور پتہ: ____________________
- فون نمبر: ____________________
- پاسپورٹ نمبر: ____________________
- گروپ لیڈر کا نام: ____________________
- معلم کا نام: ____________________
- مکتب نمبر: ____________________
- مکہ میں جائے قیام کا پتہ: ____________________
- مدینہ روانگی کی تاریخ: ____________________

____

- مدینہ میں جائے قیام کا پتہ: ____________________

____

- واپسی کی تاریخ: ____________________

◆ دس تاریخ کے ارکان کی ترتیب:

◆ ذاتی یادداشت و معلومات:

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان
7	حج فرض ہے
8	عمرہ فرض نہیں بلکہ مسنون ہے
9	حاجی و معتمر کو چند امور کا بطور خاص خیال رکھنا چاہیے
12	حج و عمرہ
13	سفر حج و عمرہ کے مسائل و آداب
14	احرام کا طریقہ
16	عورت کا احرام
20	تلبیہ
20	طواف
28	سعی کا طریقہ اور احکام
31	حلق یا قصر
34	احرام کی پابندیاں

عنوان	صفحہ نمبر
ممنوعاتِ احرام	36
مکروہاتِ احرام	40
حج کے فرائض اور واجبات	42
حج کی اقسام	44
نوٹ	46
ملحوظ	48
مفرِد حاجی کتنے طواف کرے؟	49
مختلف طواف کے نام	50
حج تمتع میں کتنے طواف ہیں؟	51
قارن کتنے طواف کرے؟	52
حج کا طریقہ قدم بقدم	54
وقوفِ عرفات	55
مزدلفہ کا وقوف	58
منیٰ روانگی	61

عنوان	صفحہ نمبر
دس ذی الحج کے معمولات	62
نمبر 1: رمی	62
نمبر 2: قربانی	66
وضاحت	67
نمبر 3: حلق یا قصر	70
نمبر 4: طواف زیارت	71
11، 12 ذی الحج	75
طواف وَدَاع	77
آخری گزارش	80
حجِ بدل	81
نابالغ بچے کے حج کا طریقہ	86
سفرِ حج میں رکاوٹ پیش آنا	87
زیارت مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً	88

بیت اللہ شریف کے ساتھ کسی بھی مسلمان کا تعلق انتہائی والہانہ ہوتا ہے اور کیوں نہ ہو کہ اس سے ہمارا پورا دین وابستہ ہے' وہ سرزمین پر قائم ہونے والا سب سے پہلا گھر ہے اس کی شرافت وعظمت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ نے اس کو بیت اللہ یعنی اللہ کے گھر کا درجہ دیا ہے' وہاں ایک نماز پر ایک لاکھ نمازوں کا ثواب مقرر کیا ہے۔

حج فرض ہے:

ہمارے دین کے دو اہم رکن نماز اور حج کی صحت بیت اللہ کے بغیر نہیں ہو سکتی' نماز کے لئے وہ قبلہ ہے جس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم ہے جبکہ ایسے مالدار آدمی پر حج فرض ہو جاتا ہے جو بیت اللہ آنے جانے کا خرچ برداشت کر سکتا ہو' وہ سفر بھی کر سکتا ہو اور اگر عورت ہو تو اس کے ساتھ

شوہر یا بالغ مرد محرم بھی ہو اور اگر آدمی اپنے گھر کا واحد کفیل ہو تو اس کے سفر حج سے اتنا مال بچتا ہو جو اس کی واپسی تک گھر والوں کے لئے کافی ہو جاتا ہو۔

عمرہ فرض نہیں بلکہ مسنون ہے:

عمرہ فرض یا واجب تو نہیں البتہ اس کا ثواب بہت زیادہ ہے۔ خصوصاً رمضان کا عمرہ تو بلحاظ ثواب گویا حج کے برابر ہے۔ بخاری و مسلم کی حدیث ہے جسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں

"العمرةُ الى العمرة كفارة لما بينهما و الحج المبرور لَيُسَ له جزاء الا الجنة"

ایک عمرہ، دوسرے عمرہ تک درمیانی تمام گناہوں کا کفارہ ہے اور مقبول حج کا بدلہ تو بس جنت ہی ہے۔

حاجی و معتمر کو مندرجہ ذیل چند امور کا بطورِ خاص خیال رکھنا چاہیے

- اپنی نیت کی تصحیح کہ حج و عمرہ سے محض اللہ تبارک و تعالیٰ کی خوشنودی کا حصول مقصود ہو اس میں کسی طرح کا دنیوی لالچ شامل نہ ہو۔

- حج و عمرہ حلال کمائی سے ادا کیا جائے کیونکہ ثواب کا حصول صرف اسی صورت میں ممکن ہے، حرام مال سے حج کرنے سے اگرچہ فرض حج ذمہ سے ساقط ہو جائے گا لیکن اس میں ثواب نہ ہوگا۔

- حج و عمرہ اپنی زندگی میں تبدیلی لانے کے اعمال میں سے ہیں، اس لیے حاجی کو چاہیے کہ وہ اپنے گھر میں بھی تبدیلی لانے کی کوشش کرے اور ماحول کو دینی اصول کے

مطابق بنانے کی کوشش کرے، چنانچہ حج پر جاتے ہوئے اور
واپسی پر بھی اپنے گھر والوں کو تقویٰ اور خصوصاً نماز پڑھنے کی
خصوصی تلقین کرے۔

◆ حج و عمرہ پر جانے سے پہلے اپنے گناہوں کی خالص توبہ
واستغفار کرے، اگر اس کے ذمہ کسی کے حقوق ہوں تو ان کو
ضرور ادا کرے اگر کچھ حقوق ایسے ہوں جن کی تلافی نہ ہوسکتی
ہو جیسے مالی حقوق کے علاوہ کسی سے جھگڑا کیا ہو وغیرہ تو اس کی
معافی مانگے۔

◆ اگر کچھ حقوق مالیہ ایسے ہوں جو فوراً واجب الادا نہ ہوں
جیسے کسی سے ادھار لیا ہے اور ابھی اس کی ادائیگی کی تاریخ
نہیں آئی ہے تو اس کی دستاویز تیار کر کے اپنے گھر والوں کو
دے دے۔

◆ مخلوق سے اور خصوصاً لوگوں سے سوال کرنے سے سختی سے اجتناب کرے جس کا طریقہ یہ اپنائے کہ ممکنہ خرچ سے کچھ زائد رقم بھی اپنے ہمراہ لے جائے تاکہ کسی کے محتاج ہونے کی نوبت نہ آئے اور دل بھی لوگوں کی جیبوں میں نہ اٹکا رہے۔

◆ جہاں تک ممکن ہو تو علماء اور نیک لوگوں کے ساتھ جانے اور وہاں رہنے کی کوشش کرے کہ اس سے کئی فوائد حاصل ہوں گے۔

◆ حج و عمرہ کے احکامات سیکھ کر کے جائے تاکہ یہ بابرکت عمل ضائع ہونے سے محفوظ رہے، کتنے ایسے ہیں جو سفر تو کرتے ہیں لیکن بدنصیبی سے انہیں ارکان اور جنایات کا کچھ پتہ نہیں ہوتا ہے۔

◆ پورے سفر میں بالخصوص اور حج و عمرہ سے واپسی کے بعد گناہوں سے مکمل پرہیز کرنے کی کوشش کرے تا کہ اس نعمت عظمیٰ کا عملی شکرادا کیا جاسکے۔

◆ حج کے دنوں میں حرمین شریفین میں جتنے دن قیام کرنے کی توفیق ملے، ان تمام ایام میں زیادہ سے زیادہ عبادت کرنے کی کوشش کرے' بازاروں اور گپ شپ میں وقت صرف کرنے سے جتنا نقصان ہوتا ہے اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا ہے۔ لہٰذا بازاروں کے ساتھ اپنا تعلق بس ضرورت کی حد تک رکھے۔

حج وعمرہ:

حج اور عمرہ دونوں الگ الگ اعمال ہیں اگر چہ حج میں بھی عمرہ ہوتا ہے لیکن عمرے میں حج نہیں ہوسکتا ہے' دوم حج

صرف مخصوص دنوں میں ہوتا ہے جبکہ عمرہ ہر وقت ہوسکتا ہے البتہ حاجی جب ارکان حج میں مصروف ہو وہ اس وقت عمرہ نہیں کرسکتا ہے یا ایک شخص حج چھوڑ کر عمرہ کرتا ہے اور بجائے رمی وغیرہ کے عمرہ کرتا ہے تو یہ صحیح نہیں یعنی 9 تا 13 ذی الحجہ تک۔

سفر حج وعمرہ کے مسائل اور آداب:

سفر خواہ حج کا ہو یا عمرہ کا دونوں کے مسائل واحکام ایک ہی جیسے ہیں اگر ان میں کوئی فرق ہے تو وہ صرف نیت اور وقت میں ہے، باقی چیزیں سب مشترک ہیں گوکہ حج میں زائد ارکان بھی ہیں جن کی تفصیل حج کی بحث میں لکھی جائے گی۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

☆☆☆

وہ مشترک امور یہ ہیں:۔

◆ احرام باندھنا ◆ تلبیہ پڑھنا ◆ طواف کرنا ◆ سعی کرنا یعنی صفا اور مروہ کے درمیان چلنا ◆ حلق یا قصر کروانا ◆ جنایات سے بچنا، ان امور کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

◆ احرام کا طریقہ:

مردوں کا احرام دو چادریں ہیں جو معمول کے سلے ہوئے کپڑوں کے علاوہ ہوں، احرام باندھنے سے پہلے مسنون یا کم از کم مستحب یہ ہے کہ غسل یا کم از کم وضو کر لیا جائے، غیر ضروری بالوں اور ناخنوں کا تصفیہ کیا جائے اور بدن اچھی طرح صاف کر کے مکمل پاکیزگی کے بعد دونوں چادریں پہن لیں ایک کا تہبند بنا لیں، دوسری کو چادر کی طرح دونوں کندھوں پر اوڑھ لیں۔

یہ عمل میقات سے قبل کسی بھی وقت اور کسی بھی جگہ ہوسکتا ہے تاہم جہاز میں نہانے کی سہولت نہیں ہوتی ہے اس لئے یا تو گھر سے احرام باندھا جائے یا پھر غسل گھر میں کر کے احرام میقات سے پہلے جب چاہے باندھ لے۔

چونکہ صرف چادریں پہننے سے آدمی محرم نہیں بنتا ہے اس لئے وہ سر پر ٹوپی رکھ کر دو رکعت نماز پڑھ لیں، اس کے بعد اگر وہ احرام میں داخل ہونا چاہتا ہے تو نیت کر لیں اگر وہ عمرہ کرنا چاہتا ہے تو یوں کہے:۔ ''اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُرِیْدُ الْعُمرَۃَ فَیَسِّرھَالِیْ وَتَقَبَّلْھَا مِنِّیِ''

اے اللہ! میں عمرہ کرنے کا ارادہ کرتا ہوں، اسے میرے لئے آسان فرما اور میری طرف سے قبول فرما!

اور اگر حج کا احرام باندھنا ہو تو یوں کہے:۔ ''اللھم انی

ارید الحج فیسرہ لی وتقبلہ منی "اے اللہ میں حج کی نیت کرتا ہوں، اس کو میرے لئے آسان بنا دے اور قبول فرما دے! اس کے ساتھ سر سے ٹوپی اتار کر تلبیہ پڑھیں۔ تین مرتبہ پڑھیں۔ "لبیک اللھم لبیک، لبیک لا شریک لک لبیک، ان الحمد والنعمۃ لک والملک، لا شریک لک" سب سے اچھی صورت یہ ہے کہ پہلا تلبیہ جہاز کی روانگی کے وقت پڑھے۔ تلبیہ پڑھنے کے ساتھ وہ محرم ہو جائے گا، احرام کی ساری پابندیاں اس پر لاگو ہوں گی اس لئے وہ پوری طرح احتیاط سے رہے۔

عورت کا اِحرام:

عورت کا احرام مرد سے مختلف ہے کہ مرد سلے ہوئے کپڑے نہیں پہن سکتا ہے، جبکہ عورت معمول کے کپڑے اور

زیورات زیب تن کر سکتی ہے، تاہم جس طرح مرد سر اور پاؤں کی پشت پر اُبھری ہوئی ہڈی اور ٹخنے نہیں چھپا سکتا، اسی طرح عورت اپنا چہرہ کپڑے سے اس طرح نہیں ڈھانپ سکتی ہے کہ نقاب اس کے چہرے سے ٹچ ہوتا ہو۔ اس لئے وہ احرام باندھنے کے بعد صرف چہرے کو کپڑے کے لگنے سے محفوظ رکھے، باقی جنایات مرد اور عورت کے لئے برابر ہیں۔ (جن کی تفصیل آگے آ رہی ہے)

اگر کسی عورت کو احرام باندھنے سے پہلے مخصوص ایام یعنی حیض آ جائے تو بھی وہ غسل نظافت کر کے احرام باندھے، البتہ جب تک خون جاری ہو وہ مسجد میں نہ جائے اور نہ ہی طواف کرے، بلکہ انتظار کرتی رہے جب خون رک جائے تو پھر غسل کر کے اسی سابقہ احرام پر اکتفا کر کے طواف کرے

اور عمرے کا عمل پورا کرے، اگر وہ یہ سمجھتی ہوئی کہ حیض میں احرام نہیں ہوسکتا ہے اور بغیر احرام کے وہ میقات سے گزر گئی تو یا تو وہ واپس میقات پر آکر احرام باندھے یا پھر دم دے دے، یعنی ایک بکرا ذبح کرے یا بڑے جانور جیسے اُونٹ یا گائے کا ساتواں حصہ دے دے۔ بنا بر ہر صورت توبہ واستغفار بھی کرے، (مرد بھی بغیر احرام کے میقات سے نہ گزرے ورنہ یا تو واپس آنا پڑے گا اور میقات سے احرام باندھنا ہوگا یا پھر دم دینا ہوگا)

اگر وہ اسی احرام کی حالت میں مدینہ چلی گئی خواہ خون ،احرام باندھے کے بعد شروع ہوا ہو یا پہلے لیکن طہارت سے پہلے اسے مدینہ منورہ جانا پڑا تو واپس مکہ آتے ہوئے وہ دوسرا احرام نہ باندھے بلکہ اسی سابقہ احرام میں آئے۔

اگراس نے دوسرااحرام بھی باندھ لیا تو وہ پہلے ایک عمرہ ادا کرے اور بعد میں دوسرے کی قضا کرے اور دو دم دے دے اور استغفار بھی کرے، البتہ اگر طواف مکمل کرنے کے بعد حیض شروع ہو جاتا ہے تو وہ سعی کرسکتی ہے، کیونکہ سعی کا مقام مسجد سے باہر ہے اور سعی کے لئے طہارت شرط یا واجب بھی نہیں ہے، اگر وہ یہ سمجھتی ہوئی سعی کو چھوڑ کر مکہ مکرمہ سے باہر جدہ یا مدینہ منورہ چلی جاتی ہے کہ حیض میں سعی نہیں ہوتی، تو وہ بدستور محرمہ ہے، وہ حلال نہیں ہوئی، اگراس نے جدہ یا مدینہ منورہ سے دوسرااحرام باندھا تو اس پر لازم ہے کہ پہلے سابقہ عمرہ کی سعی مکمل کرے، اس کے بعد دوسرے احرام والا عمرہ ادا کرے اور دو دم دے دے اور توبہ واستغفار بھی کرے(دو دم اس لئے کہ ایک اس نے احرام پر احرام

باندھنے کی جنایت کی ہے اور دوسرا رفض عمرہ یعنی پہلے عمرہ ختم کرنے کا)۔

تلبیہ:

احرام کی حالت میں وقتاً وفوقتاً درمیانی بلند آواز سے تین، تین مرتبہ تلبیہ پڑھتا رہے البتہ عورت بلند آواز سے نہ پڑھے۔ نمازوں کے بعد، سونے سے اُٹھ کر، ساتھیوں سے ملتے وقت اور بلندی پر چڑھتے ہوئے تلبیہ کا ورد جاری رکھیں۔ تلبیہ کے الفاظ اوپر عنوان ''احرام کا طریقہ'' میں دیکھیں۔

طواف:

ہو سکے تو مسجد حرم میں بابِ فتح سے داخل ہو، البتہ کسی بھی دروازے سے داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مسجد

میں داخل ہوتے وقت مسجد کے داخلے کی دعا پڑھ لے اور تحیۃ
المسجد (نماز) ادا کیے بغیر سیدھے مطاف کی طرف جائے،
البتہ اگر جماعت کا وقت ہو تو پہلے نماز باجماعت میں شریک
ہو جائے اس کے بعد طواف کریں، ہاں رش کے وقت
میں عورت کے لئے بہر حال انتظار کرنا افضل ہے، وہ اپنے
ہوٹل میں انتظار کرے اور جب رش کم ہو جائے تو پھر طواف
کرنے چلی جائے، خصوصاً رات کا وقت اس کے لئے زیادہ
موزوں ہے۔

جب حجر اسود کے سامنے اس طرح آجائے کہ پورا حجر
اسود اس کی دائیں جانب ہو بالکل سامنے نہ ہو اور رش کی وجہ
سے اگر نسبتاً زیادہ فاصلے پر ہو تو بھی کوئی حرج نہیں ہے، تو
تلبیہ منقطع کر کے طواف کی نیت کرے، بہتر یہ ہے کہ عربی

میں نیت کرے ورنہ اپنی زبان میں بھی نیت کافی ہو جاتی ہے،

نیت کے الفاظ یہ ہیں: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِکَ الْحَرَامِ، فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ سَبْعَۃَ اَشْوَاطٍ لِلّٰہِ تَعَالٰی عَزَّ وَجَلَّ'' یعنی اے اللہ! میں تیرے حرمت والے گھر کے طواف کی نیت کرتا ہوں پس تو میرے لئے اس کو آسان فرما دے اور میری طرف سے اس کو قبول فرما دے (طواف کے) سات چکروں کو جو خالصتاً اللہ ہی کے لئے ہیں قبول فرما دے۔

مرد ہو تو اضطباع کرے یعنی احرام کی چادر داہنے کندھے سے اُتار کر دائیں بغل کے نیچے سے دے کر بائیں کندھے پر ڈال دے، اس کے بعد دائیں جانب سرک کر دونوں پاؤں ملالے اور سینہ حجر اسود کے سامنے کر دے اور دونوں ہاتھ اُٹھا

کر "بِسْمِ اللّٰہِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدِ" پڑھ کر نماز کی

تکبیر تحریمہ کی طرح ہاتھ اٹھا کر گرا دے، ہاتھ باندھے بغیر دو

بارہ صرف سینہ تک اٹھا کر ان کی ہتھیلیوں کا رُخ حجر اسود کی

جانب کرے اور پھر ہاتھ کو چوم لیں (اسے استلام کہتے ہیں)

اس کے فوراً بعد دائیں جانب قدم اٹھائے بغیر گھوم جائے اور

طواف شروع کرے، چونکہ آج کل رش زیادہ ہوتا ہے، اس

لئے وہ حجر اسود کو بوسہ دیئے بغیر کنارے پر طواف کرتا رہے،

جس طرح بغیر نیت کے طواف نہیں ہوتا اسی طرح بغیر

طہارت کے بھی طواف نہیں کرنا چاہیے، اس لئے طواف

باوضو ہو کر کرے، اگر درمیان میں وضو ٹوٹ جائے تو اسی جگہ

سے جا کر دوبارہ وضو بنا کر آکے اور جتنے چکر طواف کے باقی

ہیں وہ پورے کریں، اگر کسی نے بغیر وضو کے طوافِ عمرہ کیا تو

اعادہ کرے یا دم دے۔

طواف کے کل سات چکر ہوتے ہیں ہر چکر پر جب وہ نقطہ آغاز یعنی حجر اسود کی محاذات میں آجائے تو دوبارہ استلام کرے، یعنی صرف ایک بار سینہ کے برابر تک ہاتھ اٹھا کر چوم لیں، استلام کے وقت منہ اور سینہ حجر اسود کی طرف ہونا چاہیے، باقی طواف میں سینہ صرف آگے کی طرف رکھے اگر رش کی وجہ سے کسی کا سینہ پھر گیا تو جتنے قدم وہ آگے جا چکا ہے، سابقہ جگہ پر واپس پلٹ کر سینہ سیدھا کر کے اس نقصان کا تدارک کرے، اگر رش کی وجہ سے واپس لوٹنا مشکل ہو تو پھر وہ پورا چکر دوبارہ لگائے، سر اِدھر اُدھر گھمانے سے اگرچہ طواف فاسد تو نہیں ہوتا ہے لیکن افضل یہ ہے کہ آگے کی طرف دیکھتا رہے، خصوصاً اِدھر اُدھر کے نظارے دیکھنے سے

پرہیز کرنا چاہیے، کیونکہ یہ محرمات طواف میں شامل ہے۔
طواف میں ہر قسم کی دعا پڑھ سکتے ہیں لیکن دنیوی باتوں اور فضول باتوں یا خاموش رہنے سے پرہیز کرنا چاہیے، اجتماعی دعا سے بھی بچنا چاہیے۔
بعض مقامات اور چکروں کی مخصوص دعائیں بھی ہیں، لیکن عام لوگ چونکہ ان دعاؤں کو کتاب میں دیکھ کر پڑھتے ہیں اور ان کا مطلب نہیں جانتے ہیں، ایسے لوگوں کے لئے بہتر ہے کہ اپنی زبان میں دل کی مرادیں مانگیں، دعاؤں میں زیادہ تر اپنے گناہوں کی بخشش، آخرت میں نجات اور اپنے عزیز واقارب، زندوں اور مردوں کے ساتھ اپنے اساتذہ اور عام مسلمانوں کی بخشش و کامیابی کی دعائیں مانگنی چاہیے، لیکن دعا میں ہاتھ نہ اٹھائے، طواف کے دوران حطیم

کے اندر جانے سے اور غلافِ کعبہ سے لپٹنے سے پرہیز
کرے، اگر کوئی حطیم کے درمیان سے گزر کر طواف کرتا ہے
تو جتنی مرتبہ وہ اندر سے گیا ہو وہ چکر طواف میں شمار
نہیں ہوں گے۔

مرد کے لئے سنت ہے کہ وہ ہر اس طواف میں رمل کرے
جس کے بعد سعی ہو، رمل یہ ہے کہ طواف کے ابتدائی تین
چکروں میں سینہ تھان کر، اکڑ کر شانہ ہلاتے ہوئے چھوٹے
چھوٹے تیز قدموں سے حجر اسود سے تیسرے رکن یعنی رکن
یمانی تک اسی حالت میں چلے۔ عورت کے لئے رمل نہیں ہے
اور شدید رش میں مرد بھی رمل پر قادر نہیں ہوتا اس لئے اگر
بمجبوری یا بعارض رمل رہ جائے یا آدمی بھول جائے تو اس پر
کوئی دم وغیرہ لازم نہ ہوگا اور نہ ہی ابتدائی چکروں میں رمل

رہ جانے سے آخری چکروں میں کیا جا سکتا ہے، تیز دوڑنے سے پرہیز کرنا چاہیے اور طواف کرنے والوں کو تکلیف دینے دھکے دینے سے بھی لازماً بچنا چاہیے، بہر حال آخری چار چکر بغیر رمل کے ہوں گے خواہ وہ پہلے چکروں میں رمل بھول گیا ہو یا بوجہ مجبوری نہ کر سکا ہو، اگر طواف کے دوران جماعت کھڑی ہو جائے تو اس میں شرکت کر کے پھر وہیں سے طواف شروع کر کے رہ جانے والے چکروں کو پورا کرے، بلا وجہ طواف کے چکروں کے درمیان وقفہ نہیں کرنا چاہیے، بلکہ لگاتار، پے در پے سات چکر پورے کرے۔ پورے طواف میں آٹھ مرتبہ استلام حجر ہوتا ہے، ان میں پہلا اور آخری بالاتفاق سنت مؤکدہ ہے، باقی سنت یا کم از کم مستحب ہیں، لہذا جب طواف مکمل ہو جائے اور حجر اسود کے سامنے والی جگہ پر پہنچا جائے تو

آخری مرتبہ پھر استلام کرے، اس کے ساتھ اس کا طواف مکمل ہو جائے گا۔ اب وہ احرام کی چادر جو اب تک دائیں کندھے کے نیچے تھی کو کندھے کے اوپر ڈال کر مقام ابراہیم کے پیچھے یا جہاں سہولت ہو دو رکعت نماز پڑھے، یہ واجب ہے، البتہ اگر ممنوع وقت ہو تو اس کو مؤخر کرے، بلا وجہ اس کی تاخیر مکروہ ہے، نماز کے بعد دعا مانگے، اس کے بعد ایک بار پھر حجر اسود کا استلام کر کے یعنی نویں مرتبہ پھر آبِ زمزم پیئے جو مستحب ہے۔ اس کے بعد سعی کے لئے جائے۔

سعی کا طریقہ اور احکام:

صفا اور مروہ بیت اللہ شریف کے قریب دو پہاڑیاں تھیں، جو اب صرف برائے نام باقی ہیں، البتہ ان کے نشانات اور کچھ اونچے مقامات اب بھی موجود ہیں، سب سے پہلے صفا پر

جائے اور بلندی پر چڑھے لیکن زیادہ اُونچی جگہ پر جانا مکروہ ہے۔ ہو سکے تو بابِ صفا سے جائے اور یہ آسان بھی ہے۔ صفا پر جاکر رُو بہ قبلہ کھڑے ہو کر کعبہ پر نظر ڈالے جو وہاں سے نظر آسکتا ہے، پھر دونوں ہاتھ دعا کے لئے اٹھا کر دعا مانگے جتنی دیر دعائیں مانگنا چاہے اس کی کوئی قید نہیں، البتہ طواف اور سعی کے درمیان بلا وجہ زیادہ وقفہ نہیں کرنا چاہیے، اِلّا یہ کہ جماعت کھڑی ہو یا زیادہ تھکاوٹ ہو۔ پھر نیت کر کے مروہ کی طرف چلنا شروع کر دے، سعی کی نیت شرط نہیں ہے، اس کے بغیر بھی سعی صحیح ہے، البتہ سنت یہ ہے کہ نیت کرے جس کے الفاظ یہ ہیں:

''اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُرِیْدُ السَّعْیَ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ سَبْعَۃَ اَشْوَاطٍ لِلّٰہِ تَعَالٰی فَیَسِّرْہُ لِیْ وَ تَقَبَّلْہُ مِنِّی''

اے اللہ! میں صفا اور مروہ کے درمیان سعی کے سات چکروں کی نیت کرتا ہوں، خاص تیری خاطر و رضا کیلئے اس کو میرے لئے آسان بنا کر قبول فرمادے۔

اور جب دو سبز بتیوں کے درمیان نشیبی جگہ پر پہنچ جائے تو آہستہ آہستہ دوڑنا شروع کرے جو صرف مردوں کے لئے سنت ہے اور جب اگلی سبز بتی تک پہنچ جائے تو دوڑنا ختم کردے، اگر رش زیادہ ہو یا کوئی اور وجہ ہو جس کی بنا پر سعی میں دوڑنا مشکل ہو رہا ہو تو پھر آہستہ چلے اس پر کچھ دم یا صدقہ و گناہ وغیرہ نہیں۔

جب مروہ پر پہنچ جائے تو بھی کعبہ کی طرف منہ کرکے دعائیں مانگے، اگرچہ اسے کعبہ نظر نہ آئے، اس طرح سعی کا ایک چکر مکمل ہو جائے گا، پھر مروہ سے واپس صفا کی طرف

مخالف جانب یعنی دائیں طرف چلنا شروع کرے اور حسب سابق دوسبز بتیوں کے درمیان ہر پھیرے میں دوڑ لگانے کی کوشش کرے اور ہر مرتبہ صفا ومروہ پر رُک کر کعبہ کی طرف متوجہ ہوکر دعائیں مانگے اِس طرح صفا سے شروع کرکے اس کی سعی مروہ پر ختم ہو جائے گی، اگر درمیان میں وضوٹوٹ جائے تو بھی سعی صحیح ہو جائے گی۔ سعی سے فارغ ہونے کے بعد ہوسکے تو مسجد کے اندر آکر دو رکعات نفل پڑھے، لیکن یہ طواف کے بعد کی نماز کی طرح واجب نہیں، اس لئے نہ پڑھنے کی بھی اجازت ہے۔

حلق یا قصر:

طواف اور سعی دونوں سے فراغت کے بعد بالوں کا حلق یا قصر کروالے۔ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین ہونی چاہیے کہ

سر کے بال منڈوانے یا کتروانے میں کم از کم سر کا ایک چوتھائی حصہ لازمی ہے، صرف قینچی سے چند بالوں یا چوتھائی سے کم مقدار کاٹنے سے آدمی احرام سے حلال نہیں ہوتا۔ نیز اگر بال کتروانے ہوں تو اس کے لئے شرط یہ ہے کہ سر کے بال انگلی کے پورے سے کم نہ ہوں کم از کم ایک پورے کی مقدار کتروانا لازمی ہے اس کے صاف معلوم ہوا کہ اگر کسی کے بال ایک پورے کے برابر یا اس سے کم ہیں تو اس کے لئے بال منڈوانا متعین ہے، وہ کتروانے کا مجاز نہیں۔

چوتھائی حصہ پر اکتفاء بھی مکروہ تحریمی ہے، اس لئے سارے سر کے بال چاروں اطراف سے منڈوانے یا کتروانے چاہیے، چاہے بلیڈ سے ہو یا قینچی و مشین سے ہو، بال خود بھی کاٹنا جائز ہے اور دوسرے محرم سے بھی بشرطیکہ وہ

سعی کر چکا ہو، جس کے سر پر بال نہ ہوں، مثلاً گنجا ہو یا حلق وقصر کے بعد ابھی تک بال نہ بڑھے ہوں تو وہ سر پر استرا یا بلیڈ پھروائے یہ اس کے لئے کافی ہو جائے گا، خواہ وہ کتنی ہی دفعہ عمرہ کر لے، کیونکہ حلال ہونے کے لئے سر پر بالوں کا ہونا شرط نہیں ہے۔

عورت کے لئے حلق تو ممنوع ہے ہی وہ بال منڈوا نہیں سکتی ہے اور قصر یعنی کتروانے میں اس کے لئے حکم یہ ہے کہ پورے سر کے بالوں یا کم از کم چوتھائی سر کے بالوں سے لمبائی میں انگلی کے ایک پورے کے برابر اور احتیاطاً کچھ زائد کاٹ لے، (ایک پورا ایک انچ کے برابر ہے)

آسان طریقہ یہ ہے کہ چٹیا کے سرے کو انگلی پر لپیٹ کر ایک پورے سے کچھ زائد کاٹ لے، لیکن یہ احتیاط لازمی

ہے کہ سر کے چوتھے حصہ سے کم نہ ہوں، اگر کسی کے بال مذکورہ مقدار سے کم کاٹے گئے اور اس نے دوسرے عمرے کا احرام باندھا تو یہ احرام پر احرام تصور ہوگا، ایسے شخص پر دم دینا لازمی ہے۔ حلق یا قصر کے بعد محرم مکمل حلال ہوگیا، اب احرام کی تمام پابندیاں ختم ہوگئیں، اگر وہ صرف عمرہ کرنے آیا تھا اور اب جانا چاہتا ہے تو جاسکتا ہے اور اگر رُکنا چاہے تو اس کی مرضی یا وہ حج کی غرض سے آیا ہو تو اب حج کا انتظار کرتا رہے۔ جتنے دن وہ مکہ میں رہے کوشش کرے کہ زیادہ سے زیادہ طواف کرے۔

اِحرام کی پابندیاں:

اِس بارے میں ایک ضابطہ ذِکر کیا جاتا ہے، اس سے جنایات کا حکم سمجھنا آسان ہوجائے گا کہ جو جنایت کامل ہوگی

اس پر دم لازم ہوگا اور جو ناقص ہوگی اس پر صدقہ لازمی ہوگا، صدقہ سے مراد دو کلو گندم یا ساڑھے تین چار کلو کھجور وغیرہ یا ان کی قیمت کسی مسکین کو دینا ہے، دم سے مراد و پورا بکرا یا بھیڑ (دنبہ) یا بڑے جانور کا ساتواں حصہ ہے، البتہ دو صورتوں میں پورا بڑا جانور جسے "بدنہ" کہتے ہیں یعنی اُونٹ یا گائے واجب ہوگی۔

1◆ حاجی وقوفِ عرفہ کے بعد حلق سے پہلے جماع (بیوی سے ہم بستری) کرے۔

2◆ حیض ونفاس یا جنابت میں طوافِ زیارت کرے۔

دم کا حدودِ حرم کے اندر ذبح کرنا لازمی ہے، تاہم اس کا گوشت حرم سے باہر منتقل کر سکتے ہیں، البتہ دم کا گوشت خود بھی نہیں کھا سکتا اور غنی کو بھی نہیں کھلا سکتا ہے، یہ صرف

مسکینوں کا حق ہے، خواہ وہ مساکین حرم کے اندر ہوں یا باہر۔

ہاں، مُتَمَتِّع وقارن حاجی اسی طرح مفرد اپنی قربانی کا

گوشت کھا سکتا ہے۔ (حج تمتع وقِران اور اِفراد کی وضاحت

آگے آرہی ہے)

ممنوعاتِ احرام:

احرام کی حالت میں خوشبو لگانا منع ہے اور سونگھنا مکروہ ہے،

پس اگر خوشبو پورے ایک عضو یا اس سے زائد پر لگائی تو دم

دینا ہوگا اور اگر ایک عضو سے کم ہو تو صدقہ دے اور اگر بار ہا

لگائی تو ہر مرتبہ کے لئے مستقل کفارہ لازمی ہوگا۔

یاد رہے کہ سر ایک عضو ہے، پنڈلی مستقل عضو ہے اور ران

الگ عضو ہے اور چہرہ مستقل عضو ہے، ہاتھ بھی عضو ہے، سر

اور ڈاڑھی کے بالوں میں مہندی لگانا بھی خوشبو کے حکم

میں ہے، البتہ کوئی ایسا رنگ جس میں خوشبو نہ ہو، اس کے استعمال سے کفارہ لازم نہ ہوگا۔

خوشبودار تیل جیسے سرسوں اور ناریل وغیرہ بھی خوشبو میں شامل ہیں، البتہ کھانے میں پکائے ہوئے تیل اور گھی کھانے سے کچھ لازم نہیں آتا، لہٰذا مرغن کھانوں کے استعمال سے کفارہ نہیں آتا۔

جہاز میں کھانے یا ناشتہ کے بعد جو ٹشو پیپر دیا جاتا ہے، اس پر بھی عموماً خوشبو لگی رہتی ہے، اس سے بھی اجتناب لازمی ہے۔ مرد کے لئے ہر قسم کے سلے ہوئے کپڑے پہننا منع ہے۔ سر ڈھانپنا بھی ممنوع ہے اور ایسی چپل بھی استعمال نہیں کرسکتا ہے جس سے پاؤں کی پشت پر اُبھری ہوئی ہڈی چھپ جائے البتہ خیمے کے نیچے بیٹھنے اور چھتری کے استعمال

سے کوئی فرق نہیں پڑتا، سایہ میں بیٹھنا بھی جائز ہے۔

عورت چہرہ نہیں ڈھانپ سکتی، بلکہ وہ نقاب کے لئے ایسی تدبیر کرے جس سے نقاب چہرے سے ٹچ نہ ہوتا ہو اور جہاں مرد نہ ہوں یا فتنہ کا اندیشہ نہ ہو، جیسے بہت بوڑھی عورت ہو تو وہ نقاب ترک کرسکتی ہے، اگر مرد نے سر پر اور عورت نے چہرے پر کپڑا ڈالا تو پورے دن یا پوری رات ڈھانپنے سے دم آئے گا اور دن سے کم میں صدقہ، جبکہ گھنٹہ بھر سے کم میں مٹھی بھر گیہوں صدقہ کرے یا اس کی قیمت خیرات کرے، یہی حکم مرد کے لئے جوتے پہننے کا ہے۔

سر کے چوتھائی اور ڈاڑھی کے چوتھائی حصہ کی مقدار یا اس سے زائد بالوں کے مونڈنے پر دم ہے اور چوتھائی سے کم پر صدقہ ہے، ایک بغل کے بال کاٹنے پر اسی طرح دونوں کے

حلق پر بھی دم ہے، جبکہ ایسے اعضاء جن کے بال عموماً نہیں کاٹے جاتے، جیسے گردن اور پنڈلی وغیرہ ان کے پورے عضو کے بال کاٹنے سے دم ہوگا، جبکہ پورے سے کم میں صدقہ ہے، تاہم جو بال خود بخود گرتے ہوں، ان پر کچھ کفارہ نہیں، لہٰذا حاجی کو چاہیے کہ غسل کرتے وقت' بالوں کے دھوتے وقت احتیاط کریں اور کھنگا کرنے سے گریز کریں، اگر ایک ہاتھ کی پانچوں انگلیوں کے ناخن تراشے تو اس پر دم ہے اور پانچ سے کم پر صدقہ ہے، اسی طرح ایک ہی مجلس میں سارے ہاتھ پاؤں کے ناخن تراشنے سے بھی ایک دم ہوگا، جبکہ الگ الگ مجالس میں پورے ایک عضو کے پانچ ناخنوں کے کاٹنے پر دم اور اس سے کم پر صدقہ ہے، جبکہ ایک مجلس میں ایک ہاتھ کے سب ناخنوں اور دوسری مجلس میں دوسرے

ہاتھ یا پاؤں کے تمام ناخنوں کے کاٹنے سے الگ الگ دم ہوگا، اگر کسی نے پانچ ناخن تو کاٹے لیکن ایک عضو کے نہیں بلکہ ایک دو ہاتھ کے اور ایک دو پاؤں کے تو اس پر بھی صرف صدقہ ہے، البتہ جو ناخن خود بخود اکھڑ جائے تو اس کے کاٹنے سے کچھ لازم نہ ہوگا، عورت سے ہم بستر ہونے اور بوس و کنار پر بھی دم ہے۔ عورت کے لئے دستانوں کا استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

مکروہاتِ حرام:

مندرجہ ذیل صورتوں میں کفارہ نہیں ہے:

حالت احرام میں فضول باتیں خصوصاً عورتوں کا تذکرہ اور بالخصوص عورتوں کے سامنے نہایت نامناسب ہے۔ ساتھیوں سے جھگڑنا اور بدزبانی کرنا بھی قبیح اعمال میں سے

ہے۔ احرام کی چادروں کو گھنڈی لگانا یا پن یا تنکے وغیرہ سے چادروں کے سروں کو جوڑنا یا ان کو گرہ لگانا مکروہ ہے، اِلّا یہ کہ تہبند کی چادر چھوٹی ہو اور پن لگائے بغیر ستر عورت نہ ہو سکتا ہو۔

احرام کی حالت میں سر یا ڈاڑھی میں کنگھی کرنا یا سر اور ڈاڑھی کو اس طرح کھجانا کہ بال گرنے کا خوف ہو مکروہ ہے۔ میل کچیل دور کرنا اور بکھرے بالوں کو سنوارنا بھی مکروہ ہے، اگرچہ احرام کی چادریں تبدیل کرنا اور غسل کرنا جائز ہے۔ مسواک کے علاوہ خوشبودار منجن اور ٹوتھ پیسٹ وغیرہ بھی استعمال نہ کریں۔ حالت احرام میں پھولوں کا ہار گلے میں ڈالنا اور قصداً خوشبو یا خوشبودار چیز سونگھنا بھی مکروہ ہے۔ سر اور ڈاڑھی صابن سے دھونا اور میل دور کرنا بھی مکروہ ہے،

خوشبو دار صابن سے پرہیز کریں، کپڑے سے منہ نہیں پونچھنا چاہیے۔

محرم کے لئے غلافِ کعبہ کے نیچے اس طرح داخل ہونا کہ تمام سر یا چہرہ یا اس کا کچھ حصہ غلاف سے چھپ جائے مکروہ ہے۔ بغیر نماز پڑھے احرام باندھنا مکروہ ہے الا یہ کہ وقت نماز کا نہ ہو۔

حج کے فرائض اور واجبات:

لغت میں حج کسی بڑے سے ملنے کے قصد وارادے کو کہتے ہیں۔ اصطلاح میں بیت اللہ شریف کی زیارت کرنے اور مخصوص زمانہ میں (شوال کا چاند نظر آنے کے بعد) حالت احرام میں خاص افعال کی ادائیگی کو کہتے ہیں۔

☆☆☆

فرض تین ہیں

1: احرام جس کی تفصیل گزر گئی ہے۔ 2: وقوفِ عرفہ

3: اور طوافِ زیارت، ان دونوں کی تفصیل آنا باقی ہے۔

درجہ ذیل افعال واجب ہیں:

◆ سعی کرنا۔ ◆ وقوفِ مزدلفہ ◆ رمی جمار (یعنی کنکریاں مارنا) ◆ قربانی کرنا (یہ صرف حج تمتع اور قران میں لازمی ہے) ◆ حلق یا قصر یعنی بال منڈانا اور کتروانا۔ ◆ آفاقی یعنی میقات سے باہر رہنے والے حاجی کے لئے طوافِ وداع کرنا، یہ بنیادی واجبات ہیں، جبکہ تفصیلی واجبات کی تعداد اس سے زیادہ ہے۔

سنن اور مستحبات کی تعداد کافی زیادہ ہے۔ اس بارے میں ضابطہ یہ ہے کہ فرض رِہ جانے سے حج ادا نہیں ہوگا اور دم

دینے سے اس کی تلافی بھی نہیں ہو سکتی، جبکہ واجب کے ترک سے جزا دینا کافی ہو جاتی ہے۔ سنت کے ترک پر کوئی مالی جزا تو نہیں، البتہ اس سے ثواب میں کمی آتی ہے، لٰہذا استغفار کیا جائے، گویا جس طرح نماز میں سجدہ سہوہ کا حکم ہے، اسی طرح حج میں جزا کا حکم ہے، خواہ وہ جزا دم کی صورت میں ہو یا صدقہ کی شکل میں۔

حج کی اقسام:

حج کی تین قسمیں ہیں۔

1: حج اِفراد 2: حج تمتع 3: حج قِران۔

حج افراد:

افراد کے معنی اکیلا کرنے کے ہیں، مکی شخص یعنی میقات کے اندر رہنے والا یا باہر سے آنے والا حاجی جو صرف حج کا

احرام باندھ کر اور نیت کر کے میقات سے گزر کر صرف حج کرے اور اس سے پہلے کوئی عمرہ ادا نہ کرے۔

حج تمتع:

تمتع کے معنی نفع اٹھانے کے ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ شوال یا اس کے بعد عمرہ کا احرام باندھ کر ان دنوں میں صرف عمرہ کرے اور اگر اس کے ہمراہ ہدی یعنی جانور نہ ہو تو عمرہ سے حلال ہو جائے اور پھر ایام حج کا انتظار کرے یہاں تک کہ 8 ذی الحج کو مکہ مکرمہ میں حج کا احرام باندھ کر حج کے افعال ادا کرے۔

حج قران:

قران کے معنی جمع کرنے اور ملانے کے ہیں، چونکہ قران میں عمرہ اور حج دونوں کو ایک احرام اور ایک سفر میں ایک ساتھ

ادا کیا جاتا ہے، اس لئے اس کو قران کہتے ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ ایام حج میں عمرہ اور حج دونوں کی نیت کر کے احرام باندھے اور پہلے عمرہ کر کے احرام کھولے بغیر 8 ذی الحجہ سے حج کے ارکان کی ادائیگی کرے۔

نوٹ: یہاں یہ بات قابل ذِکر ہے کہ بعض حضرات جو حج سے بہت پہلے مکہ معظّمہ جاتے ہیں اور عمرہ کر کے حلال ہو جاتے ہیں اور پھر جدہ میں اپنے رشتہ داروں کے یہاں قیام کرتے ہیں یا مدینہ منورہ جاتے ہیں تو حج کے لئے مکہ آتے ہوئے وہ احرام باندھ کر قران کی نیت کرتے ہیں، ایسے لوگوں پر دم لازم ہو جاتا ہے، کیونکہ ان کے لئے تمتع متعین ہے وہ قران نہیں کر سکتے ہیں۔

اگر کوئی حاجی احرام کی پابندی برداشت کر کے حج قران

کرتا ہے۔ تو یہ اچھی بات ہے لیکن اگر وہ حج تمتع کرے تو بہت سی پریشانیوں سے بچ سکتا ہے۔ ہاں، البتہ اگر کسی کی پرواز یا روانگی حج کے دنوں کے قریب ہی ہے، مثلاً عمرہ ادا کرنے کے بعد صرف ایک دو دن احرام میں رہنا پڑے تو اس کے لئے قران کرنا افضل ہے، لہٰذا وہ قران کرے۔

مسئلہ:

جو حاجی عمرہ کر کے مدینہ منورہ چلا گیا ہے اور سابقہ عمرہ سے حلال ہوا ہے اور حج کے لئے مکہ مکرمہ آنا چاہتا ہے۔ وہ صرف حج کا احرام بھی باندھ سکتا ہے، یہ بھی تمتع ہے اور امام صاحب کے نزدیک افضل بھی ہے، لیکن اگر وہ چاہے تو عمرہ کا احرام بھی باندھ سکتا ہے اور عمرہ سے حلال ہو کر حج کا احرام الگ سے باندھے۔ غرض وہ قران نہیں کر سکتا ہے، ورنہ دم

واجب ہو جائے گا۔

دوسری صورت میں اس کے دو عمرے ہو جائیں گے، جبکہ پہلی صورت میں ایک عمرہ اور ایک حج ہو جائے گا۔

ملحوظ:

میقات کے اندر رہنے والے کے لیے حج قران یا تمتع کی اجازت نہیں ہے وہ صرف حج افراد کرے، اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: ذالک لمن لم یکن اھلہ حاضری المسجد الحرام (بقرہ 196) یعنی یہ حکم (قران اور تمتع کا) اس کے لیے ہے جس کے گھر والے مسجد حرام کے پاس نہ رہتے ہوں۔

☆☆☆

مفرد حاجی کتنے طواف کرے؟

حج افراد کرنے والا حاجی اگر مکی ہے یعنی میقات کے اندر رہتا ہے تو اس کے ذمہ صرف طواف زیارت ہے نہ اس پر طواف قدوم ہے اور نہ ہی طوافِ وداع ہے، ہاں اگر وہ رش کی وجہ سے طواف زیارت کے بعد سعی سے بچنا چاہے تو ایک طواف احرام باندھنے کے بعد بطور نفل کر کے اس کے بعد سعی کرے، یعنی آٹھ ذوالحج کو منی کی روانگی سے پہلے مگر آفاقی کے لیے یعنی جو افراد کرنے والا میقات کے باہر سے آیا ہو تو اس کے لیے طواف قدوم سنت ہے اگر وہ اس کے بعد سعی کرنا چاہے تا کہ طواف زیارت کے بعد سعی سے بچے تو یہ بھی صحیح ہے، تاہم اس پر طواف وداع واجب ہے نہ کرنے والے پر دم ہوگا الا یہ کہ وہ کوئی خاتون ہو اور بعذر حیض طواف وداع نہ

کر سکے تو اس پر کوئی دم نہیں ہے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ مکّی مفرد پر صرف ایک طواف (زیارت وافاضہ) ہے جبکہ آفاقی کے لیے تین طواف ہیں۔

نمبر1: قدوم:۔ مگر یہ سنت ہے۔

نمبر2: زیارت:۔ یہ فرض ہے جو دس ذی الحج کو کیا جاتا ہے اور

نمبر3: وداع:۔ جو رخصتی کے وقت ہوتا ہے۔

☆☆☆

مختلف طوافوں کے نام:

یادر ہے کہ جب حاجی باہر سے مکہ مکرمہ آتا ہے تو طواف عمرہ کے علاوہ مناسک حج میں سے جو پہلا طواف وہ کرتا ہے اسے طواف قدوم کہتے ہیں، اسے طوافِ تحیہ، طواف لقاء اور

طواف اول العہد بھی کہتے ہیں جبکہ دس ذوالحج کو فرض طواف کا

نام طواف زیارت بھی ہے اور طواف افاضہ بھی۔ پہلے عرض کیا

جا چکا ہے کہ جس طواف کے بعد سعی ہوگی اس میں رمل ہوگا۔

آفاقی مکہ سے جاتے وقت جو آخری اور رخصتی کا طواف کرتا

ہے اس کو طواف وداع (رخصتی) بھی کہتے ہیں اور طواف

صَدَر (واپسی کا طواف) بھی کہتے ہیں۔

حج تمتع میں کتنے طواف ہیں؟

جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ تمتع میں پہلے عمرہ ہوتا ہے

چوں کہ عمرہ، طواف اور سعی کا نام ہے۔

اس لیے متمتع پر ایک طواف تو عمرہ کا ہو گیا، چوں کہ اس

کے بعد وہ مکہ میں رہتا ہے اس لیے وہ مکی کے حکم میں ہے لہٰذا

اس پر احرام باندھنے کے بعد طواف قدوم نہیں ہوگا تو جو حکم

مفرد کا بیان ہوا وہی حکم اس کا ہے۔ البتہ مفرد پر حج کی قربانی

نہیں ہے جبکہ حج تمتع میں قران کی طرح دس ذوالحج کو رمی کے

بعد قربانی بھی لازم ہوگی اگر چہ وہ حج افراد کی نیت کرلے وہ

قربانی سے نہیں بچ سکتا، لہٰذا جو لوگ باہر سے آکر مکہ میں عمرہ

کے بعد چند دن قیام کرتے ہیں اور قربانی سے بچنے کے لیے

افراد کی نیت سے احرام باندھتے ہیں ان کو یاد رکھنا چاہیے کہ

یہ حیلہ قطعاً غیر مفید ہے۔

دوسرا طواف زیارت اور تیسرا طواف وداع ہے۔

قارن کتنے طواف کرے؟

ہمارے حنفیہ کے نزدیک قارن پر کل چار طواف ہیں جن

کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے **عمرہ میں طواف** کرے، جس میں رمل

بھی ہوگا اور اضطباع بھی، کیوں کہ اس کے بعد سعی ہے، اس

کی تفصیل طواف اور سعی کی بحث میں گزری ہے۔

دوسرا طواف قدوم، تیسرا طواف زیارت اور چوتھا طواف وداع ہے چوں کہ حج قران میں عمرہ کے بعد احرام نہیں کھولا جاسکتا اس لیے وہ طواف قدوم سابقہ احرام کی حالت میں کرے گا، اس کے بعد سعی نہیں ہے البتہ اگر وہ طواف زیارت کے بعد بوجہ رش کے سعی کو طواف قدوم کے بعد کرنا چاہے جو آج کے حالات کے پیش نظر آسان تر ہے تو یہ افضل ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ دس ذوالحج کے دن وہ صرف طواف کر کے کلی طور پر حلال ہو جائے گا اس پر سعی نہیں ہوگی۔

قارن کو یہ بھی اختیار ہے کہ اگر وہ طوافِ عمرہ میں طوافِ قدوم کی بھی نیت کرے تو اس طرح طواف قدوم، طواف عمرہ میں ضم و مدغم ہو جائے گا۔ اور دونوں کی طرف سے ایک ہی

طواف کافی ہو جائے گا۔

حج کا طریقہ قدم بقدم:

آٹھ ذوالحجہ کو سارے حاجی حالت احرام میں منیٰ جاتے ہیں، قارن تو پہلے سے احرام میں ہوتا ہے جبکہ مفرد اور متمتع حدود حرم کے اندر کہیں سے بھی احرام باندھ سکتے ہیں اگر وہ چاہیں تو اپنی قیام گاہ سے بھی باندھ سکتے ہیں۔ پھر چاہیے کہ پہلے مسجد حرم میں آئیں ہو سکے تو طوافِ تحیہ کر لیں جو فرض یا واجب نہیں البتہ اگر اس کے بعد طوافِ زیارت والی سعی کرنا چاہیں تو مفرد اور متمتع کے لیے جائز ہے۔ اگر کسی وجہ سے طواف نہ کرنا چاہیں تو کم از کم دو رکعت نفل پڑھ کر اب تک اگر تلبیہ نہیں پڑھا ہو تو نیت کر کے تلبیہ پڑھیں۔

مسنون یہ ہے کہ 8 ذوالحج کو طلوع آفتاب کے بعد منیٰ چلا

جائے اور ظہر تا فجر پانچ نمازیں منیٰ میں ادا کریں لیکن آج کل بے تحاشا رش کی وجہ سے مستحب اوقات کی پابندی سب حاجیوں کے لیے تقریباً ناممکن ہو گئی ہے، اس لیے اگر منتظمین 7 ذوالحجہ کو یا آٹھویں کی رات کو منیٰ بھیجیں تو بخوشی ان کی بات ماننی چاہیے، آٹھ تاریخ کو یوم ترویہ کہتے ہیں۔

منیٰ جاتے ہوئے اور منیٰ میں وقتاً فوقتاً تلبیہ پڑھتے رہیں اور کبھی دوسرے اذکار بھی کریں۔

وقوفِ عرفات:

9 ذوالحج جس کو یوم عرفہ کہتے ہیں نماز فجر کے بعد تکبیرات تشریق بھی شروع ہو جاتی ہیں لٰہذا فجر کی نماز کے بعد ایک بار باواز بلند پڑھیں "اللہ اکبر، اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر، اللہ اکبر وللہ الحمد" یہ سلسلہ تیرہ 13 ذوالحج کی عصر کی نماز تک جاری

رہنا چاہیے۔ نماز کے بعد پہلے تکبیرات تشریق اور اس کے بعد تلبیہ پڑھیں تاہم تلبیہ دس ذوالحج کو رمی کی پہلی کنکری کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے۔ مستحب ہے کہ وقوف عرفہ کے لیے غسل کرے اور نو ذوالحج کو طلوع آفتاب کے بعد عرفات کی طرف روانہ ہو جائیں اور وہاں زوال سے غروب آفتاب تک وقوف کریں یہ وقوف حج کا رکن اعظم ہے، تاہم جو حاجی خدانخواستہ دن کو عرفات نہ پہنچ سکے خواہ کوئی بھی وجہ مانع ہوئی ہو تو وہ غروب آفتاب کے بعد بھی تھوڑی دیر کے لیے عرفات میں وقوف سے باسانی عہدہ برآ ہو سکتا ہے اس کا حج ہو جائے گا اور اس پر کوئی دم نہیں ہو گا ہاں البتہ جو شخص غروب سے پہلے عرفات کی حدود سے نکل کر مزدلفہ جائے گا تو اس پر دم لازم ہو گا اس لیے احتیاط کریں کہ عرفات سے

غروب کے بعد ہی نکلیں۔

اگر مسجد نمرہ میں نماز باجماعت کا موقع ملے تو ظہر اور عصر ایک ساتھ پڑھ لیں لیکن جو حضرات اپنے اپنے خیموں میں امام عام کے (سرکاری) اہتمام کے بغیر نمازیں پڑھتے ہیں وہ عصر کی نماز وقت عصر سے پہلے نہ پڑھیں بلکہ ظہر وار عصر کو اپنے اپنے وقت پر ادا کریں۔ اگرچہ وہ باجماعت ہی کیوں نہ ہوں وقوف کے دوران زیادہ سے زیادہ کھڑے رہنے کی کوشش کریں اور دعائیں مانگیں تلبیہ پڑھیں اور قبلہ رو کھڑے ہونے کی کوشش کریں جب تھک جائیں تو بیٹھ جائیں پھر جب تازہ دم ہو جائے تو کھڑے ہو کر گڑگڑا کر دعائیں مانگیں، اپنے گناہوں پر روئیں، ندامت وافسوس اور آہ وبکا سے گناہوں کو مٹائیں تا آنکہ غروب ہو جائے،

ہو سکے تو راقم کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ غروب کے بعد
اس عزم کے ساتھ عرفات سے مزدلفہ کے لیے نکلیں کہ آیندہ
کسی قسم کا گناہ، خلاف شرع کام، اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے
خلاف مرضی کوئی کام نہیں کروں گا۔

عرفات میں یا مزدلفہ کی طرف جاتے ہوئے راستہ میں
مغرب کی نماز نہ پڑھیں بلکہ مزدلفہ پہنچ کر ہی عشا کی نماز کے
ساتھ ادا کریں۔ اگر کسی نے مغرب کی نماز راستہ میں عشا
سے پہلے ادا کی تو مزدلفہ پہنچ کر اس کا اعادہ کرے البتہ اگر وہ
صبح تک اعادہ نہ کر سکا تو پھر چھوڑ دے۔

مزدلفہ کا وقوف:

غروب آفتاب کے بعد عرفات سے مزدلفہ کے لیے روانہ
ہو جائیں اور راستہ میں سابقہ طریقہ کے مطابق تلبیہ پڑھتے

رہیں اور دیگر اذکار و اوراد کو بھی شامل کرتے رہیں، راستہ میں جاتے ہوئے وقار اور اطمینان کا لحاظ رکھیں، ساتھیوں کو یا دوسرے حاجیوں کو ہر قسم کی تکلیف خصوصاً دھکے دینے سے مکمل پرہیز کریں، اور جب مزدلفہ پہنچ جائیں تو مغرب اور عشا کی دونوں نمازیں عشا کے وقت میں ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ پڑھیں مغرب کی نماز کے لیے ادا کی نیت کریں، اس کے بعد نوافل نہ پڑھیں بلکہ بغیر اذان و اقامت ثانیہ کے عشا کی نماز ادا کریں، اس کے بعد سنتیں اور وتر پڑھیں ان دونوں نمازوں کو اکٹھا پڑھنے کے لیے جماعت شرط نہیں ہے، ہاں البتہ اگر مغرب کی نماز کے بعد کسی وجہ سے عشا کی نماز میں تاخیر ہو جائے تو پھر اس کے لیے بھی اقامت ہوگی جبکہ اذان بہر حال ایک ہی ہوگی، اس کا مطلب یہ نکلا

کہ اگر مغرب وعشاء کی نمازوں کے درمیان کھانے کا وقفہ کرنا چاہیں تو یہ بھی جائز ہے اگرچہ افضل اجتماع ہے۔

مسئلہ:

مزدلفہ پہنچ کر دیکھا جائے اگر عشا کا وقت داخل ہوا ہو تو پھر نمازیں جلدی پڑھنا مسنون ہے اور اگر عشا کا وقت ابھی داخل نہ ہوا ہو تو عشا کا انتظار کریں۔ نماز کے بعد آرام کرنا چاہیں تو لیٹ جائیں اور صبح تک مزدلفہ ہی میں رہے ہاں البتہ کمزور اور بیمار لوگوں کے لیے طلوع فجر سے پہلے بھی منی جانا جائز ہے تاہم وہ رمی تب ہی کریں جب سورج طلوع ہو جائے، آج کل بہت سے حنفیہ بھی لوگوں کی دیکھا دیکھی رات کو منیٰ جا کر رمی کرتے ہیں یہ معتبر نہیں ہے کم از کم طلوع فجر کا انتظار بہر حال لازمی ہے فجر کی نماز غلس میں یعنی فجر

کے طلوع کے متصل پڑھیں اور پھر اجالے تک وقوف کریں

یعنی کھڑے ہو کر (یا جو کھڑا نہیں ہو سکتا ہے بیٹھ کر یا لیٹے

لیٹے) خوب دعائیں مانگیں، مزدلفہ میں کہیں بھی وقوف صحیح

ہے۔ وقوفِ مزدلفہ واجب ہے، خواہ رات کو ہو یا طلوعِ فجر

کے بعد، طلوع آفتاب سے پہلے ہو، لہٰذا دونوں کے ترک پر

دم ہو گا جبکہ صرف ایک کے ترک پر دم نہیں ہو گا۔

منیٰ روانگی:

طلوع آفتاب سے پہلے مزدلفہ سے منیٰ کے لیے نکلیں، منیٰ

میں رمی کا وقت اگرچہ طلوع آفتاب کے ساتھ شروع ہوتا ہے

اور مسنون وقت زوال تک ہے اور زوال سے غروب تک

مباح ہے جبکہ رات کو صبح تک بھی رمی مع الکراہت ہو سکتی ہے

جس پر کوئی دم نہیں ہے لیکن آج کل رش زیادہ ہوتا ہے جس کی

وجہ سے تکلیف تو ہے ہی لیکن کبھی رش میں گھسنا اور رش بنانا جان لیوا بھی ہو سکتا ہے اس لیے بطور خاص یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ رمی کے متعلق جو فیصلہ وقت کے تعین کا انتظامیہ کرے اسی کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔

دس ذوالحج کے معمولات:

دس ذوالحجہ جس کو عرف عام میں عید کا دن کہا جاتا ہے حاجی اگر قارن یا متمتع ہو تو اس کے ذمے بالترتیب چار کام ہیں جبکہ مفرد پر حج کی قربانی نہیں ہے، اس لیے اس کے ذمے تین امور ہوں گے۔

1: رمی 2: قربانی 3: حلق یا قصر 4: طوافِ زیارت

1: سب سے پہلے کنکریاں مارنا ہے لیکن اس حوالے سے دو باتیں یاد رکھنے کی ہیں ایک یہ کہ پہلے دن صرف ایک جمرہ

کی کنکریاں مارنا ہے جسے جمرہ عقبہ یعنی آخری جمرہ کہتے ہیں لہٰذا رمی کے لیے جاتے ہوئے حاجی پہلے دونوں جمروں کو چھوڑ کر سیدھا تیسرے کے پاس جاکر اس کی رمی کرے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جمرات کے آس پاس سے کنکریاں لینا، مسجد کی کنکریاں لینا اور بڑے پتھر کو توڑ کر کنکریاں بنانا سب مکروہ ہیں اس لیے یا تو مزدلفہ سے کم از کم سات کنکریاں اپنے ہمراہ لے جائیں اور احتیاطاً دو تین زیادہ بھی لے سکتے ہیں، یا پھر منی کی کسی جگہ سے اٹھائیں مستحب ہے کہ کنکریاں صاف ہوں، کنکریوں کی مقدار لوبیا کے دانوں کے برابر ہونی چاہیے، بڑے پتھر پھینکنا مکروہ ہے، صرف سات کنکریاں پھینکے اور جمرہ کے قریب پہنچانے کی کوشش کرے، اور پانچ گز قریب کھڑا ہونا افضل ہے اگر کوئی کنکری جمرہ کو نہ لگے لیکن دو

گز سے کم فاصلہ پر لگے تو اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں جبکہ دو گز یا اس سے بھی زیادہ دور لگنے والی کنکری معتبر نہیں ہوگی اس کی جگہ دوسری کنکری ماری جائے اسی طرح اگر کسی نے مٹھی میں ایک سے زائد کنکریاں یا سب کنکریاں ایک ساتھ پھینکیں تو وہ ایک ہی تصور ہوں گی، لہٰذا ساتوں کنکریوں کو الگ الگ کر کے سات مرتبہ مارنا ہی متعین ہے۔

رمی کا آسان طریقہ یہ ہے کہ انگوٹھے اور شہادت کی انگلیوں کے درمیان پکڑ کر ماریں، اگر کوئی کنکری کسی کی پشت پر لگ کر اچھل جائے اور پہنچ جائے تو صحیح ہے پھر مستحب یہ ہے کہ رمی کے وقت ہاتھ اتنا اٹھائے کہ بغل نظر آنے لگے۔

رمی کا اگرچہ ایک مسنون طریقہ ہے لیکن آج کل رش کی وجہ سے جس جانب سے مارنے کی سہولت ہو اس پر عمل کرنا چاہیے۔

پہلی ہی کنکری مارتے ہوئے تلبیہ منقطع کرے اور رمی کرتے وقت یہ دعا پڑھے۔ بِسمِ اللهِ الله اَکبر، رَغماً لِلشَّیطَانِ وَرِضیً لِلرَّحمٰن

مسئلہ:

اگر کسی نے رمی نہیں کی یا پہلے دن چار کنکریوں سے کم کی رمی کی اور باقی دنوں میں گیارہ، گیارہ سے کم کنکریاں ماریں تو اس پر ایک دم واجب ہوگا۔ جبکہ ایسی صورت میں کہ اکثر کی رمی تو ہو جائے لیکن اقل رہ جائیں تو ایک کنکری کے رہ جانے کی صورت میں دو کلو اور احتیاطاً سوا دو کلو گندم یا اس کی قیمت صدقہ کرے دو کنکریوں کے رہ جانے پر اس کے ڈبل وعلیٰ ہذا القیاس۔ غرض آدھے سے زیادہ ترک کی صورت میں دم ہے اور آدھے سے کم پر صدقہ ہے، رمی میں بوجہ مجبوری اپنا

نائب بھی بھیج سکتے ہیں مجبوری سے مراد رش کے علاوہ ایسے
عوارض ہیں جن کی بنا پر آدمی رمی سے قاصر ہوا گر کسی نے محض
رش سے بچنے کے لیے نائب سے رمی کروائی تو اس پر دم لازم
ہوگا الا یہ کہ اس کا جسمانی ضعف زیادہ ہو۔

آخری جمرہ کے بعد دعا کے لیے نہ رکیں بلکہ رمی کرتے
ہی چلے جائیں خواہ پہلے دن کی رمی ہو یا باقی دنوں کی جبکہ
پہلے دو جمروں کی رمی کے بعد رش کی جگہ سے ہٹ کر
دعائیں مانگیں۔

2: قربانی:

رمی سے فراغت کے بعد قربانی کریں جو منی میں افضل
ہے اور مکہ میں یا حدود حرم کے اندر کسی بھی جگہ جائز ہے ممکن
ہے کہ کوئی قارن یا متمتع ایسا ہو جس کے پاس قربانی کے پیسے

پورے نہ ہوتے ہوں ایسے حاجی کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ قربانی کے بدلے دس روزے رکھے تین حج سے پہلے 9,8,7 کو اور سات ایام تشریق کے بعد مکہ میں یا اپنے شہر واپس آ کر، لیکن بہتر یہ ہے کہ مکہ میں نہ رکھے تا کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے اختلاف سے بچے۔ البتہ اگر وہ حج سے پہلے روزے نہ رکھ سکے تو اس پر قربانی لازم ہو جائے گی۔

وضاحت:

آج کل حاجیوں کی تعداد الحمدللہ تیس لاکھ کے لگ بھگ ہے ایسے میں یقیناً قربانیوں کی تعداد بھی لاکھوں میں ہوگی، اس میں نہ تو یہ ممکن ہے کہ ہر حاجی اپنی قربانی اپنے ہی ہاتھ سے ذبح کرے اور نہ ہی یہ ممکن ہے کہ ہر حاجی کی قربانی اس کے سامنے عین موجودگی میں کی جائے، جو بات ممکن ہے وہ

یہی ہے کہ اجتماعی قربانیاں کی جائیں جس میں یہ احتمال پایا جاتا ہے کہ جس حاجی کو قربانی کا وقت بتایا گیا ہے عین اس ترتیب سے قربانی نہ ہو سکے بلکہ اس کی رمی سے پہلے ہو جائے کہ رمی میں بوجہ ہجوم کے تاخیر ہو سکتی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس مفروضہ وقت سے موخر ہو جائے اس طرح حلق قربانی پر مقدم ہو جائے گا، جبکہ اسی ترتیب سے چلنا بھی محتمل ہے۔

باقی ائمہ کے نزدیک تو اس بارے میں کوئی خاص پریشانی کی بات نہیں ہے کیوں کہ ان کے نزدیک ان چار مذکور امور میں ترتیب لازمی یعنی واجب نہیں ہے لیکن امام ابوحنیفہ کے نزدیک ترتیب قائم نہ رکھنا موجب دم ہے، امام مالک اور صاحبین کے نزدیک حلق رمی پر تو مقدم نہیں ہونا چاہیے لیکن اگر حلق ذبح پر مقدم ہو جائے تو اس سے کوئی دم لازم نہیں آتا،

اس کا مطلب یہ ہوا کہ رمی اور حلق میں ترتیب حاجی کے بس میں ہے اس ترتیب کو ساقط کرنے سے تو بہر حال دم دینا پڑے گا لیکن ذبح کی تقدیم حلق پر عموماً حاجی کی قدرت سے باہر ہوتی ہے۔ الا یہ کہ وہ اپنے ہاتھ سے ذبح کرے جو بعض تو کرسکتے ہیں لیکن سب کے لیے جیسا کہ اوپر بیان ہوا ممکن نہیں ہے، اس لیے جب تک حاجی کو ذبح اور حلق کی ترتیب کو قائم نہ رکھنے کا یقین نہ ہوجائے تو محض شک کی وجہ سے پریشان نہ ہونا چاہیے اللہ تبارک وتعالیٰ غفور الرحیم ہے وہ استطاعت سے زیادہ پر کسی کو مکلّف نہیں بناتا ہے، پھر ہمارے مذہب میں اس کی گنجائش بھی ہے کیوں کہ صاحبین حلق اور ذبح میں وجوب ترتیب کے قائل نہیں ہیں بلکہ صاحب ہدایہ نے تو صاحبین کا مذہب ہو بہو جمہور کی طرح

نقل کیا ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو لوگ حج کے آخر میں محض شک کی بنا پر احتیاطاً دم دیتے ہیں یہ مناسب نہیں ہے کہ یہ تو ایسا ہوا جیسے لوگ جمعہ کے بعد احتیاطاً ظہر پڑھ لیں اور ہر نماز میں احتیاطاً سجدہ سہو کریں۔

3: حلق وقصر:

تیسرا کام حلق اور قصر کا ہے جس کی تفصیل ''حلق یا قصر'' کے عنوان کے تحت دیکھی جا سکتی ہے یہاں اتنی سی بات عرض ہے کہ حلق کرنا قصر سے افضل ہے کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بال منڈوانے والوں کے لیے تین دفعہ دعا فرمائی ہے اور کتروانے والوں کے لیے ایک مرتبہ نیز حلق فلسفۂ حج کے بھی عین مطابق ہے کیوں کہ حج سراسر قربانیوں والا عمل ہے لہٰذا اس میں بالوں کی قربانی سے دریغ نہیں کرنا چاہیے۔

4: طواف زیارت:

طوافِ زیارت کو طواف افاضہ بھی کہتے ہیں نحر کے دن یعنی دس تاریخ کو جب حاجی سابق الذکر تین امور سے فارغ ہو جائے تو پھر مسجد حرم جا کر طواف کرے جس کا طریقہ وہی ہے جو طواف کے عنوان میں ذکر کیا جا چکا ہے تاہم اگر اس نے طواف قدوم کے بعد سعی نہ کی ہو تو پھر طواف زیارت میں سعی بھی کرے اور پہلے تین چکروں میں رمل بھی۔ البتہ حلق کے بعد چوں کہ حاجی جزوی طور پر حلال ہو جاتا ہے وہ سوائے بیوی سے ازواجی تعلقات یعنی جماع ودواعی جماع کے احرام کی پابندی سے نکل جاتا ہے اس لیے وہ عموماً کپڑے پہن کر طواف کرتا ہے جس میں اضطباع نہیں ہوسکتا ہے۔

طوافِ زیارت رکن یعنی فرض ہے جب تک وہ اسے نہیں
کرے گا وہ کلی طور پر کبھی بھی حلال نہیں ہو سکتا ہے اور جب
طواف سے فارغ ہو جائے تب وہ مکمل حلال ہو جائے گا،
ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اگر وہ تھکن کی وجہ سے یا کسی اور بنا پر دس
تاریخ کو طواف نہیں کر سکتا ہے یا نہیں کرنا چاہتا ہے تو یہ بھی
جائز ہے اگر وہ چاہے تو رات کو کر لے یا آیندہ دو دنوں میں
کیوں کہ بارہویں تاریخ کے غروب آفتاب تک اس کا وقت
بلا کراہت رہتا ہے ایام النحر یعنی قربانی کا وقت گزرنے کے
ساتھ طوافِ زیارت کا مباح وقت ختم ہو جاتا ہے اس کے بعد
مکروہ تحریمی وقت شروع ہو جاتا ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے
نزدیک اگر اس نے تین دنوں کے اندر اندر طواف زیارت
نہیں کیا یہاں تک کہ بارہ تاریخ کا سورج غروب ہو گیا تو

اس کے بعد بھی اگرچہ کرنا تو پڑے گا ہی کیوں کہ اس کے بغیر نہ حج ہوگا اور نہ وہ مکمل حلال ہوگا لیکن اس تاخیر کی وجہ سے اس پر دم ہوگا، اگرچہ صاحبین کے نزدیک دم لازم نہیں ہے۔

مسئلہ:

خدانخواستہ اگر کوئی حاجی اپنی بیوی کے ساتھ وقوف عرفہ کے بعد اور طواف زیارت سے پہلے ہم بستری کرے تو اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ حلق سے پہلے ہو تو اس پر بڑے جانور یعنی اونٹ یا گائے کا دم لازم ہے، دوم یہ کہ حلق کے بعد ایسا کیا ہو تو اس پر چھوٹے جانور بکری یا بھیڑ کی قربانی لازم ہوگی۔ اسی طرح اگر کوئی طواف زیارت سے پہلے مر جائے اور حج مکمل کرنے کی وصیت کرے تو بھی طوافِ زیارت کے لیے اونٹ یا گائے ذبح کرنا واجب ہے۔

اہم مسئلہ:

اگر کسی عورت کو طوافِ زیارت سے پہلے حیض آ جائے اور
اس کے مکہ سے نکلنے کی تاریخ بھی ایام حیض ہی میں آ رہی ہے
اور وہ کسی طرح اس تاریخ کی تاخیر پر قادر نہیں ہے اور پھر
طوافِ زیارت کے لیے دوبارہ آنے کی استطاعت بھی نہیں
ہے تو ایسے میں وہ طوافِ زیارت اسی حالت حیض میں کر لے
لیکن چوں کہ جنایت بہت بڑی ہے اس لیے وہ بڑے جانور
(بدنہ) کا دم دے دے۔ اسی طرح اگر کسی نے جنابت میں
طوافِ زیارت کیا تو بھی اس پر بڑا دم لازم ہے، ہاں بغیر وضو
کے طوافِ زیارت کرنے سے بکری کا دم لازم ہے جبکہ طواف
قدوم بغیر وضو کے کرنے سے صدقہ لازم ہے، واضح رہے کہ
اگر عورت حیض کی وجہ سے طوافِ زیارت موخر کرے تو اس پر

دم نہیں ہوگا، اگر کوئی عورت مناسک میں خلل سے بچنے کے لیے ماہواری روکنے والی دوا استعمال کرنا چاہے تو ڈاکٹر کے مشورے سے اس ضرورت کی حد تک جائز ہے، اگرچہ کثرت استعمال مانع حمل ہونے کی وجہ سے اور مضر صحت ہونے کی بنا پر مباح نہیں ہے۔ طوافِ زیارت کے بعد چاہیے کہ واپس منیٰ آجائے کیوں کہ ایام منیٰ میں رات منیٰ ہی میں گزارنا مسنون ہے، بلاوجہ دوسری جگہ رات گزارنا مکروہ ہے۔ رات کا اکثر حصہ منیٰ میں گزارے۔

12,11 ذوالحج:

گیارہ اور بارہ ذوالحجہ کو حاجی کے ذمے صرف رمی ہے جو واجبات میں سے ہے جس کا وقت زوال سے آخر رات تک یعنی صبح صادق تک ہے۔

11 اور 12 ذی الحج کو اگر کسی نے زوال سے پہلے رمی کی تو وہ معتبر نہیں ہوگی بلکہ اعادہ لازمی ہوگا ورنہ دم لازم آئے گا۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ پہلے دن یعنی دس ذی الحج کے علاوہ باقی سب دنوں میں تینوں جمروں کی رمی ہوگی، ہر ایک جمرہ کو سات سات کنکریاں مارنا ہوں گی جن کی مجموعی تعداد اکیس بنتی ہے، پہلے جمرہ اولی کو پھر درمیانہ کو اور پھر آخری (جمرہ عقبہ) کو کنکریاں ماریں پہلے اور دوسرے کی رمی کے بعد دعا مانگیں جو تقریباً بیس آیتوں کی بقدر ہو جبکہ تیسرے کے بعد رکنا بھی نہیں ہے اور دعا بھی نہیں ہے۔

کوشش کریں کہ رمی دن ہی کو ہو اگرچہ رات کو بھی مع الکراہت جائز ہے اور کسی طرح دم بھی نہیں آتا ہے لیکن اگر صبح صادق تک بھی رمی نہیں کی تب دم لازم ہو جائے گا۔ اگر کوئی

معذور ہو تو وہ بلا کراہت رات تک تاخیر کر سکتا ہے بارہ تاریخ کی رمی کے بعد جانا جائز ہے لیکن اگر کوئی حاجی تیرہ تاریخ کی رمی کرنے کے لیے منی میں ٹھہر جائے تو یہ زیادہ اچھا ہے اگر کوئی حاجی چوتھے دن یعنی تیرہ کے طلوع فجر سے پہلے چلا گیا تو اس پر 13 کی رمی لازم نہیں ہوگی جو زوال کے بعد ہونی چاہیے اگرچہ امام صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک زوال سے قبل بھی جائز ہے۔

طوافِ وداع:

تیرہ تاریخ کے بعد حج کے حوالے سے کوئی عمل باقی نہیں رہتا حج اب مکمل ہو چکا ہے تاہم دو مزید کام ایسے ہیں جن میں ایک سنت یا کم از کم مستحب ہے جبکہ دوسرا آفاقی کے لیے واجب ہے سنت یہ ہے کہ منی سے واپس مکہ کی طرف جاتے

ہوئے وادی مُحَصَّبْ (جو منیٰ اور مکہ کے درمیان ہے) میں ٹھہر کر دعائیں کرے اور ہو سکے تو ظہر سے عشا تک کی نمازیں وہیں ادا کرے کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر، عصر، مغرب اور عشا کی نمازیں یہاں ادا کر کے رات کو مکہ میں داخل ہوئے تھے اور ترمذی وغیرہ کی روایت کے مطابق حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم یہاں اترتے تھے، اس مقام کو ابطح بھی کہتے ہیں، دراصل یہ وہ جگہ ہے جہاں قریش اور بنو کنانہ نے مل کر بنو ہاشم کا ہر قسم کا بائیکاٹ کیا تھا جو غالباً ۷ نبوی کی بات ہے جس کی تفصیل سیرت کی کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہے حاجی کو چاہیے کہ یہاں ٹھہرتے ہوئے سنت کی نیت کرے اور اس بائیکاٹ کے شرمناک انجام پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کریں۔

جبکہ واجب عمل طوافِ وداع ہے کہ باہر سے آئے ہوئے حجاج جب اپنے گھروں کو واپس جانے کا رادہ کریں تو ایک طواف جو نفلی طواف کی طرح ہوتا ہے کریں (یعنی بغیر احرام، بغیر رمل واضطباع کے اور بغیر سعی کے) بہتر یہ ہے کہ یہ طواف رخصتی کے دن آخری لمحات میں ہو لیکن اگر کسی نے کچھ روز پہلے کیا تو بھی واجب ذمہ سے ساقط ہو جائے گا اور اس کے ذمے کوئی اعادہ نہیں ہوگا وہ طواف وداع کے بعد نفلی طواف بھی کر سکتا ہے، اور حرم میں بلا کراہت نمازیں بھی پڑھ سکتا ہے، اگر وہ بازار میں خریداری کرنا چاہے تو بھی اس کی اجازت ہے، البتہ اگر عورت کو حیض کا عارضہ لاحق ہو جائے اور جاتے وقت تک خون جاری رہے تو اس کے ذمہ سے طواف وداع ساقط ہو جاتا ہے یاد رہے کہ عمرہ کرنے والے یا

مکی شخص پر طواف وداع نہیں ہے۔

آخری گزارش:

جتنے دن حرم میں رہنے کی توفیق نصیب ہو ان ایام میں زیادہ سے زیادہ عبادت کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، کہ ایسے مواقع کم وبیش ہی ملتے ہیں، چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ طواف کریں، نماز باجماعت مسجد حرم میں پڑھیں اور درود وسلام اور دیگر اذکار سے ہر وقت زبان تر رہنی چاہیے۔

مسئلہ:

اگر کوئی حاجی کسی وجہ سے وقوفِ عرفات نہ کر سکے یا عرفات میں ایسے وقت داخل ہوتا ہے جب دس ذی الحج کی صبح صادق طلوع ہو چکی ہو تو اس پر لازم ہے کہ طواف اور سعی یعنی عمرہ کر کے حلال ہو جائے اور اگلے سال حج کی قضا

کرے۔ایسے میں اس پر کوئی دم لازم نہیں ہوگا۔

حج بدل:

ہمارے اہل السنہ والجماعت کے نزدیک آدمی اپنے کسی بھی عمل کا ثواب دوسرے کو بخش سکتا ہے خواہ عبادت نماز ہو یا روزہ اور حج وغیرہ، البتہ نیابت میں کچھ تفصیل ہے یہاں ہمارا موضوع سخن حج ہے۔

جمہور کا اس پر اتفاق ہے کہ عجز کی صورت میں کسی کو اپنی طرف سے نائب مقرر کر کے حج کے لیے بھیجا جا سکتا ہے حتی کہ ہمارے حنفیہ کے نزدیک اگر نفلی حج ہو تو اس کے لیے عجز بھی شرط نہیں ہے۔

عجز کی صورت یہ ہے کہ جس پر حج فرض ہوا ہو وہ کسی دائمی بیماری میں مبتلا ہو اور اس بیماری کے ہوتے ہوئے وہ سفر حج

کی استطاعت نہ رکھتا ہو یا حج فرض ہونے کے بعد اسے موقع نہیں ملا اور مرتے وقت اس نے حج کی وصیت کی ہو۔ البتہ وصیت نہ کرنے کی صورت میں میت کی طرف سے نفلی حج ہوسکتا ہے جبکہ وصیت کی صورت میں وارث پر وصیت پوری کرنا تب لازم ہوگی جب میت کے ترکہ (میراث) کے ایک تہائی حصہ سے حج ہوسکتا ہو اور یہ حج بدل اسی عاجز کی طرف سے واقع ہوگا۔

اگر نائب پر اپنا حج فرض ہو چکا ہو تو فتاوی دار العلوم دیوبند میں ہے کہ اس کا حج بدل کو جانا باتفاق مکروہ تحریمی ہے۔

احتیاط بہر حال اسی میں ہے کہ جس کو حج بدل پر مقرر کیا جائے اس نے پہلے اپنا حج کیا ہو۔

جو آدمی حج کا حکم دیتا ہے اس کو آمر کہتے ہیں اور جس کو

نائب بنایا جاتا ہے اس کو مامور کہتے ہیں۔

حج بدل کی بیس شرائط ہیں جو درمختار وشامی میں ذکر ہیں افادہ عامہ کے لیے ان کو یہاں نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

1: عجز دائمی ہو، جس کی تفصیل گزر گئی۔

2: حج کی نیت آمر کی طرف سے ہو۔

3: حج کرنے کا صراحتاً امر یا وصیت ہو۔

4: خرچ آمر کی طرف سے ہونا۔

5: جس کو مقرر کیا ہے صرف وہی حج کا مجاز ہے ہاں اگر اسے کلی اختیار دیا گیا ہو تو پھر وہ کسی غیر کو بھی بھیج سکتا ہے۔

6: مامور کا اہل ہونا یعنی ذمی، مجنون اور بچہ نہ ہونا۔

7: حج پر اجرت نہ لینا حتی کہ اگر کرایہ پر آدمی کو مقرر کیا تو

حج نہیں ہوگا۔

8: آمر پر حج کا فرض ہونا۔

9: عذر کا پہلے سے لاحق ہونا۔

10: اگر گنجائش ہو تو راستہ کا اکثر حصہ سواری کے ذریعے طے کرنا۔

11: اگر گنجائش زیادہ ہو تو احرام آمر کے وطن سے باندھنا۔

12: میقات سے احرام باندھنا، لہٰذا یہ صحیح نہ ہوگا کہ پہلے اپنے لیے عمرہ کرلے اور مکہ میں ہی آمر کی طرف سے احرام باندھ کر حج کرلے۔

13: آمر کے حکم کے مطابق حج کرنا یعنی حج کی تینوں اقسام میں سے وہ جس حج کا حکم دے وہی حج کرنا، ورنہ نائب اخراجات کا ذمہ دار ہوگا۔

14: حج کو فاسد نہ کرنا۔

15: صرف ایک ہی حج کا احرام باندھنا۔

16: ایک ہی آمر کی طرف سے احرام باندھنا۔

17-18: آمر اور مامور دونوں کا مسلمان و عاقل ہونا اِلّا یہ کہ آمر کا جنون فرضیت حج (اور حکم) کے بعد طاری ہوا ہو۔

19: مامور کا مُمیِّز ہونا لہٰذا چھوٹے بچے کا حج بدل پر بھیجنا صحیح نہیں ہے البتہ مراہق (قریب البلوغ والے) کا صحیح ہے۔

یہ تینوں شرائط دراصل 6 کی طرف لوٹتی ہیں۔

20: عدم فوات، یعنی حج کرنے میں کوتاہی نہ کرنا اور حج ضرور کرنا۔

یہ سب شرائط فرض حج کے لیے ہیں نفلی حج کے لیے صرف مسلمان اور عاقل و بالغ ہونا کافی ہیں۔

نابالغ بچے کے حج کا طریقہ:

جو بچہ یا بچی سمجھ دار ہو اور تمام ارکان حج خود ادا کر سکتی ہو، اس کے حج کا طریقہ بعینہ بڑوں کے حج کی طرح ہے، البتہ عدم بلوغت کی وجہ سے اس کا حج نفلی ہوگا لہٰذا یہ حج فرضیت کی ادائیگی کے لیے کافی نہ ہوگا پس اگر جوان ہونے کے بعد اس کو حج کرنے کی استطاعت ملے تو اس پر حج فرض ہوگا۔

دوسرے بچے وہ ہیں جو سمجھ دار نہ ہوں پس جو کام وہ خود کر سکتے ہوں ان کو سمجھا کر وہ کام ان سے کروایا جائے اور جو وہ نہیں کر سکتے ہیں ان کے سرپرست ان کی طرف سے نیت کر کے بطور نائب وہ کام سرانجام دیں، البتہ احرام بچے کو ہی پہنایا جائے گا اگرچہ وہ احرام کی پابندیوں کا مکلّف نہ ہوگا، اگر وہ بہت ہی چھوٹا ہو تو اسے برہنہ کرنا بھی جائز ہے تاہم اگر

اس نے سلے ہوئے کپڑوں میں حج کیا تو نہ اس پر کوئی دم ہے

اور نہ اس کے ولی (سرپرست) پر کیوں کہ اس کا حج دراصل

بطور اعتیاد و مشق کے ایک نفلی حج کی مانند ہے۔

سفر حج میں رکاوٹ پیش آنا:

اگر کسی کو کوئی ایسا عذر لاحق ہو جائے جس کی وجہ سے وہ اپنا

سفر جاری نہیں رکھ سکتا تو وہ حرم شریف میں دم دینے کا کسی

طرح انتظام کرلے اور جب وہاں جانور ذبح ہو جائے تب یہ

بال کٹوا کر حلال ہو جائے البتہ قارن نے چوں کہ دو احرام

باندھے ہیں (یعنی دو کی نیت کی ہے) اس لیے اس پر دو دم

ہوں گے۔ پھر حلال ہونے کے بعد جب موقع ملے تو حج و عمرہ

کی قضا کرے۔ یا اگر اس نے صرف عمرہ کا احرام باندھا ہو تو

اس صورت میں اس پر صرف عمرے کی قضا لازم ہوگی۔

یہ حکم اس وقت ہے جب آدمی احرام باندھنے کے بعد نیت کر کے تلبیہ پڑھ چکا ہو، اگر اس نے ابھی تک تلبیہ نہ پڑھا ہو تو وہ محرم شمار نہیں ہوگا اگرچہ بظاہر اس نے احرام باندھا ہو لہٰذا اس کو حلال ہونے کی ضرورت نہیں۔

اس لئے شروع میں ''احرام کا طریقہ'' میں عرض کیا جا چکا ہے کہ سب سے اچھی صورت یہ ہے کہ پہلا تلبیہ جہاز کی روانگی کے وقت پڑھے۔ کیوں کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی وجہ سے آدمی جہاز کے سفر سے رہ جاتا ہے اگر وہ احرام میں ہوگا تو پریشانی اٹھانی پڑے گی۔

زیارت مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً:

امت کا اس پر تعامل رہا ہے کہ حجاج کرام حج کے موقع پر نبی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کی زیارت

کرتے ہیں، فقہا نے اس کو مستحب کہا ہے جبکہ بعض حضرات نے تو ایسے آدمی کے لیے واجب قرار دیا ہے جو وہاں جانے کی استطاعت رکھتا ہے۔

یہ تو اس کا فقہی و شرعی حکم ہے لیکن اس کا دوسرا پہلو بھی بہت اہم ہے وہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری مخلوق میں افضل ترین ہیں وہ افضل الملائکہ و افضل البشر بھی ہیں اور سید الرسل بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا جزو ایمان ہے کسی آدمی کا ایمان آپ علیہ السلام سے محبت کے بغیر کامل بلکہ قائم نہیں ہو سکتا ہے۔ پھر مدینہ منورہ سے ہماری بہت ساری یادیں وابستہ ہیں وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام اور حضرات شیخین محو خواب ہیں۔ وہ ہمارے دین کے ستون ہیں اگر وہ نہ ہوتے یا ان کی محنتیں نہ ہوتیں تو

آج ہم کفر اور شرک کی تاریک وادیوں میں سرگرداں ہوتے۔ ہم نے جو کچھ ہدایت پائی ہے اور جو کچھ روشنی حاصل کی ہے یہ سب ان کی مرہون منت ہے، ہماری ابدی فلاح اور نجات کا تمام تر دارو مدار ان مقدس ہستیوں کی مخلصانہ کوششوں پر ہے انہوں نے دنیا کی بلکہ انسانیت کی تاریخ میں ایسے ایسے باب رقم کیے جس کی مثال نہ کبھی آسمان نے دیکھی اور نہ اس کی نظیر زمانہ کی آنکھ سے گزری ہے۔

انسانی فطرت ہے کہ آدمی ایسے کارناموں سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ایسے میں کون ہو سکتا ہے جو ہر وقت ان پاک ہستیوں کے بارے میں نہ سوچتا ہو اور جب مدینہ کے قرب و جوار میں اترے تو اس کے لیے نہ تڑپتا ہو؟

اس لیے حاجی حسب انتظام حج سے پہلے یا حج کے بعد

جب مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہوں تو ان کا شوق مستزاد ہونا چاہیے کثرت سے درود وسلام پڑھتے ہوئے عاجزی وانکساری کا دامن تھامے ہوئے قافلہ زیارت جب مدینہ طیبہ کی دہلیز پر پہنچے تو اس وقت کا نقشہ ذہن میں مستحضر کریں جب اس مقدس سرزمین پر ایک آفتاب ہدایت آنکھوں کے سامنے ہوا کرتا تھا اس کے گرد نظامِ شمسی کی طرح سیاروں کا جھرمٹ ہوا کرتا تھا وہ کیسے سماں ہوا کرتا تھا؟ اور کیسے مناظر ہوا کرتے تھے بس ہر طرف نور ہی نور پھیلتا جاتا تھا اور خوش نصیب اس نور کو اپنے اندر جذب کر کے منور ہو جاتے وہ نور بھی ایسا جو ہم جیسے سیہ کاروں تک پہنچ کر بھی ختم نہ ہوا۔

اور جب مسجد نبوی میں قدم رکھیں تو اپنے جذبات کو ضرور قابو میں رکھنے کی کوشش کریں تا کہ کوئی غیر شرعی اور غیر اخلاقی

عمل بہ اختیار یا بے اختیاری میں سرزد نہ ہو۔

ہو سکے تو پہلے تحیۃ المسجد پڑھے اور اگر جماعت کا وقت ہو تو اس میں شریک ہو جائے پھر روضہ اقدس کی طرف یوں قدم اٹھائے جیسے میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پردے کے پیچھے سے سلام پیش کرنے جا رہا ہوں۔

ہو سکے تو باب جبرئیل علیہ السلام سے داخل ہو آداب کا خیال رکھتے ہوئے جب روضہ کے سامنے جائے تو پہلے آپ علیہ الصلوٰہ والسلام پر درود و سلام پیش کریں پھر حضرت ابوبکر پر اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر سلام پیش کریں۔

چنانچہ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب "الشفاء بتعریف حقوق المصطفی" میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل اسی طرح نقل کیا ہے قال نافع کان ابن

عمر يسلم على القبر رأيتهُ مائة مرة و اكثر يجئ

الى القبر فيقول: السلام على النبى صلى الله عليه

وسلم السلام على ابى بكر السلام على ابى

(عمر) ثم ينصرف (ص70ج2) یعنی حضرت نافع

فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر کو سو مرتبہ سے زیادہ دیکھا

ہے کہ جب قبر مبارک کے پاس آتے تو کہتے السلام علی النبی

السلام علی ابی بکر اور سلام ہو میرے والد (عمر) پر۔ پھر لوٹ

جاتے ایک روایت میں ہے قال مالک فی روایة ابن وہب

يقول المسلم: السلام عليك ايها النبى

ورحمة الله وبركاته

قال فى المبسوط ويسلم على ابى بكر وعمر (ایضاً)

بہر حال درود کے الفاظ جو بھی ہوں لیکن آپ علیہ السلام

قبر کے قریب پڑھا جانے والا درود وسلام بنفس نفیس سنتے بھی ہیں اور اس کا جواب بھی دیتے ہیں جبکہ دور پڑھا جانے والا درود آپ علیہ السلام پر پیش کیا جاتا ہے۔ درود کے بعد دعائیں مانگیں۔

جتنے دن مدینہ میں رہیں کثرت درود وسلام کی کوشش کریں نماز باجماعت پڑھیں، اور جب واپس ہوں تو اس خواہش اور تمنی کے ساتھ کہ کاش ہمیں یہاں رہنا نصیب ہوتا، یہیں پر ہماری قبر ہوتی اور یہیں سے حشر ہوتا۔

وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين والصلوٰة والسلام على خاتم النبيين وعلى اله واصحابه اجمعين.

☆☆☆